حدیث (نادعلیا) کی سند و متن کی تحقیق

تالیف: حیدر حبّ اللہ قمی لبنانی

ترجمہ گروہ رجال و حدیث شیعہ

حیدر حب اللہ سے سوال

حدیث اور دعاء (ناد علیاً مظہر العجائب) کے صحیح ہونے کی مقدار

سوٴال: ۱۔منقول ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و علی آلہ وسلّم کو احد کے دن ان اشعار سے نداء دی گئی، جیسا کہ الخصائص الفاطمیۃ ج۲ ص۲۳۶، میں ہے پس غزوۂ احد میں جب سیّد الکائنات زخمی ہوگئے اور آپ کا چہرہ انور رنگین ہوگیا اور منافقین مدینہ کی طرف بھاگ گئے اور سلطان ولایت تنہا ٹھہرے جو مولی کا دفاع کر رہے تھے تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے خدا کے رسول، کہو: علی کو بلاؤ جو عجیب و غریب امور کو ظاہر کرتے ہیں انہیں مشکلات میں اپنا مددگار پاؤ گے ہر غم اور دکھ تیری ولایت کے صدقے چھوٹ جائے گا اے عل اے علی اے علی: ناد علیاً مظہر العجائب *** تجدہ عوناً لک فی النوائب. کلّ غمّ وہمّ سینجلی *** بولایتک یا علی یا علی یا علی. اس کی طرح (بحار الانوار ج۲۰ ص۷۳) و (شجرۃ طوبی ج۲ ص۲۸۰) و (مستدرک سفینۃ البحار ج۵ ص۴۵۲) و (ج۱۰ ص۱۹) میں بھی ہے۔ تو کیا یہ بات نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ سے صحیح اور معتبر طریقہ سے ثابت ہے؟ (موسی).

۲۔کیا حدیث (ناد علیاً مظہر العجائب) امام علی علیہ السلام کیلئے ولایت تکوینیہ پر دلالت نہیں کرتی اور ان سے مدد مانگنے کے جواز بلکہ ان سے توسل کرنے کا حکم ہونے پر دلالت کرتی ہے؟ (محمّد الناصر).

جواب: اس حدیث کے بارے میں دو مراحل میں بحث ہوسکتی ہے:

مرحلہ اول: اس حدیث کے مصادر اور منابع کے بارے میں بحث ہو اور اس کے صادر ہونے کی جستجو ہو جب ہم اس منقول حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ اس کا پہلا مصدر جو ہمیں ملا وہ شیخ کفعمی (۹۰۵ھ ق) اپنی کتاب (المصباح: ۱۸۲-۱۸۳)، میں ہیں لیکن انہوں نے اس کو اس طریقہ سے ذکر کیا ہے: (کھو جانے والے چیز اور بھاگ جانے والے کو پلٹانے کیلئے ان دو اشعار کا تکرار کرنا مذکور ہے:

نَادِ عَلِيّاً مَظْهَرَ الْعَجَائِب * تجِدْهُ عَوْناً لَكَ فِي النَّوَائِب

كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي * بوَلَايتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِي).

جبکہ کفعمی نے اس کلام کے جبرائیل کے ذریعہ نازل ہونے کو ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی اس کے معرکہ احد سے متعلق ہونے کو بیان کیا ہے، بلکہ انہوں نے اس کلام کی کسی نبی یا وصی کی طرف نسبت بھی بیان نہیں کی۔ اسی طرح فیض کاشانی (۱۰۹۱ھ ق) نے (الرسائل ۱۳: ۶۹) میں اور علامہ مجلسی نے (زاد المعاد: ۵۶۱) میں کیا جب گم شدہ چیز اور غیب ہونے والے کو پلٹانے کے طریقوں کے بارے میں بحث کی ہے. لیکن علامہ مجلسی نے اس کے مشابہہ قصہ دوسری بار اپنی کتاب (زاد المعاد، مفتاح الجنان: ۴۲۹-۴۳۰) میں ذکر کیا، اور فرمایا: اور اسے کسی کی طرف نسبت نہیں دی: (دُعَاءُ «نَادِ عَلِيّاً مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَادِ عَلِيّاً مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْناً لَكَ فِي النَّوَائِبِ لِي إِلَى اللهِ حَاجَتِي وَعَلَيْهِ مُعَوَّلِي كُلَّمَا رَمَيْتُهُ وَرَمَيْتَ مُقْتَضِي كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِعَظَمَتِكَ يَا اللهُ وَبِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ أَدْرِكْنِي بِحَقِّ لُطْفِكَ الْخَفِيِّ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ أَنَا مِنْ شَرِّ أَعْدَائِكَ بَرِيءٌ بَرِيءٌ بَرِيءٌ اللهُ صَمَدِي بِحَقِّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ يَا أَبَا الْغَيْثِ أَغِثْنِي يَا

عَلِيُّ أَدْرِكْنِي يَا قَاهِرَ الْعَدُوِّ وَيَا وَالِيَ الْوَلِيِّ يَا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ يَا مُرْتَضَى عَلِيُّ، يَا قَهَّارُ تَقَهَّرْتَ بِالْقَهْرِ وَالْقَهْرُ فِي قَهْرِ قَهْرِكَ يَا قَهَّارُ يَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ أَنْتَ الْقَاهِرُ الْجَبَّارُ الْمُهْلِكُ الْمُنْتَقِمُ الْقَوِيُّ وَالَّذِي لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهُ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ أَغِثْنِي يَا رَاحِمَ الْمَسَاكِينِ ارْحَمْنِي يَا عَلِيُّ وَأَدْرِكْنِي يَا عَلِيُّ أَدْرِكْنِي يَا عَلِيُّ أَدْرِكْنِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ).

دعاء: علی کو پکارو جو عجیب چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، علی کو پکارو جو عجائب کو ظاہر کرتے ہیں اسے مشکلات میں اپنا مددگار پاؤ گے مجھے خدا سے حاجت برآوری ہے اور اس پر اعتماد ہے جب بھی میں نے انہیں پکارا اور ہر غم و دکھ کے بارے میں تم نے بلایا تو اے خدا تیری عظمت کے صدقے وہ چھوٹ جائے گا اور اے محمد ص تیرے نبوت کے صدقے اور اے علی اے علی اے علی تیری ولایت کے صدقے، اپنے مخفی لطف کے صدقے مجھے پالو، اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے میں تمہارے دشمنوں کے شر سے بری ہوں بری ہوں بری ہوں۔ اللہ میرا بے نیاز ہے واسطہ اس کا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اے ابو الغیث میری مدد کیجئے اے علی مجھے پہنچیں اے دشمن پر غلبہ کرنے والے، اے دوست سے دوستی کرنے والے، اے عجائب کو ظاہر کرنے والے، اے مرتضی علی، اے قہر کرنے والے، آپ قہر کی بدولت قہر و غلبہ کرتے ہیں اور قہر و غلبہ آپ کے قہر کے قہر کرنے میں ہے اے قہر کرنے والے، اے شدت سے پکڑ کرنے والے، آپ قہر و غلبہ کرنے والے ہیں جبر و سختی کرنے والے ہیں اور ہلاک و نابود کرنے

والے ہیں اور انتقام لینے والے ، قوت مند ہیں جن کے انتقام کو برداشت کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں بے شک خدا اپنے بندوں کو جاننے والا ہے ، اور تمہارا خدا ایک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور ہو بہترین مددگار ہے۔ بہترین مولا اور بہترین ناصر ہے اے فریاد کرنے والوں کی فریاد روائی کرنے والے میری مدد کریں اور اے مساکین پر رحم کرنے والے مجھ پر رحم کریں اے علی اور مجھے پالیں اے علی۔ مجھے پہنچیں اے علی مجھے پہنچیں اے علی۔ مجھے پالیں اپنی رحمت کے واسطے اے رحمت کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحمت کرنے والے۔ پھر علامہ مجلسی نے اس کے بعد فورا دعاء جوشن کبیر ذکر کی ہے.

اسی طرح علامہ مجلسی نے یہ دو شعر (بحار الانوار ۲۰ : ۷۳) میں اس طرح ذکر کئے ہیں : (کہا- اور علامہ مجلسی نے یہاں کہنے والے سے امام امیر المومنین کی طرف منسوب دیوان کا شارح مراد لیا ہے جیسا خود علامہ مجلسی کی تعبیر ہے-: اور کہا جاتا ہے : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس دن ندا دی گئی :

ناد علياً مظهر العجائب * تجده عوناً لك في النوائب

كلّ غم وهمّ سينجلي * بولايتك يا علي يا علي يا علي)،

اور اس پر بحار کے حاشیہ نگار نے اس طرح حاشیہ لکھا ہے: آخری جملہ عجیب ہے اور وہ سابقہ سے سازگار نہیں، بظاہر یہ بعض جاہلوں کا اضافہ ہے یا ان صوفیوں کا اضافہ ہے جو گمراہ کرنے والے ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ یہ جملے دعاء ہیں وہ اسے ورد و ذکر کے طور پر پڑھتے ہیں اور اسکے معنی سے غفلت میں ہیں بلکہ بعض کا خیال ہے کہ اس کو ہمیشہ پڑھنے کی اتنی فضیلت ہے کہ اتنی نماز کو بھی حاصل نہیں، خدا ہمیں ان کی بدعتوں اور خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھے :

(الجملة الأخيرة فيها غرابة ولا تلائم سابقها، والظاهر أنها من زيادة بعض

الجهلة، أو الصوفية المضلّة الذين يزعمون أنّ هذه الجملات تكون دعاء فيذكرونها ورداً وذكراً، غفلةً عن معناها، بل بعضهم يرون للمداومة على ذكرها فضيلة ليست للصلاة، حفظنا الله عن البدع واتّباع الأهواء). جیسا کہ اس قصے کو محمد باقر کجوری (۱۲۵۵ھ ق) نے اپنی کتاب (الخصائص الفاطميّة: ۲: ۱۷۰، ۲۳۶) میں ذکر کیا ہے.

اور شیخ محمّد مہدی حائری (۱۳۶۹ھ ق) نے اس کلام کو علامہ مجلسیؒ کی بحار الانوار کی طرف نسبت دی ہے

جیسا کہ حائری نے فرمایا: (بحار الأنوار میں ابن مسعود سے منقول ہے فرمایا: بے شک اس دن نبی اکرم ﷺ کو آواز دی گئی: ناد علياً مظهر العجائب * تجده عوناً لك في النوائب ـ كلّ همّ وغمّ سينجلي بولايتك يا علي يا علي يا علي. وسمعوا صوتاً لا فتى إلا عليّ لا سيف إلا ذو الفقار) (شجرة طوبى ۲: ۲۸۰)، لیکن مجھے اس طریقہ سے یہ کلام بحار الانوار میں ابن مسعود سے منقول نہیں ملا، شاید حائری کو اشتباہ ہوا ہو.

اور محدّث نوری (۱۳۲۰ھ ق) نے (مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل: ۱۵: ۴۸۳) میں ان دو اشعار کو معصوم کی طرف نسبت دیئے بغیر لکھا ہے لیکن انہوں نے فرمایا: میں نے شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے دیکھا کہ انہوں نے ان دو اشعار کو گم شدہ اور بھاگے ہوئے کو پلٹانے کیلئے تکرار کرنے کو بیان کیا ہے: (وَرَأَيْتُ بِخَطِّ الشَّهِيدِ رَحِمَهُ اللهُ ذَكَرَ لِرَدِّ الضَّائِعِ وَالْآبِقِ تَكْرَارَ هَذَيْنِ الْبَيْتَيْنِ).

اور شیخ نمازی شاہرودی (۱۴۰۵ھ ق) نے (مستدرک سفینۃ البحار ۱۰: ۱۹، نیز یہی مصدر دیکھو ۵: ۴۵۲) میں فرمایا: (اور کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو احد کے دن آواز دی گئی ...).

سید محمّد رضا گلپایگانی (۱۴۱۴ھ-) نے اپنی کتاب (نتائج الأفکار فی نجاسۃ الکفار: ۱۶۴) میں فرمایا ان کی عبارت یہ ہے: اگر کفار کے شہروں میں ساکن وہ یا دور دراز شہروں میں رہتا ہوں اور مسلمانوں کی مجالس اور ان کی محافل سے دور ہو اور وہ ان سے کوئی رابطہ نہ رکھتا ہو اور اس کے درمیان اور ان کے درمیان کوئی تعلق نہ ہو اور وہ ایسا مسلمان ہو جو اسلام کے حقائق سے دور ہو ایسا بسیط اور سادہ ہو جو آداب اور دینی معارف سے ناآشنا ہو اور وہ اسلامی ثقافت اور تہذیب سے بہرہ نہ رکھتا ہو، اور اسے کوئی زندیق گمراہ کردے اور اسے یاد کرادے کہ ہم پر جو نماز واجب ہے وہ کوئی دعا ہے نہ مخصوص ارکان، اور نماز کے اوقات میں صرف ایسی ویسی دعا یا کوئی ذکر پڑھنا ہوتی ہے جیسے ناد علیا مظہر العجائب اور یہ سادہ مسلمان ان باطل اور رسوا کنندہ چیزوں اور ان بدعات اور فضول خرافات سے متاثر ہو جائے حتی مشہور نماز کا انکار کردے (..

أمّا لو كان ساكناً في بلاد الكفار أو قاطناً في البلدان النائية محروماً ومبتعداً عن مجالس المسلمين ومجالستهم، لا صلة له بهم، ولا رابطة بينه وبينهم، وكان مسلماً بعيداً عن حقائق الإسلام، بسيطاً يجهل الآداب والمعارف الدينيّة، ولا حظّ له في الثقافة الإسلاميّة، قد أضلّه زنديقٌ ولقّنه مثلاً بأنّ الصلاة الواجبة علينا هي الدعاء لا الأركان المخصوصة، ولا يجب عند أوقات الصلاة سوى قراءة دعاء كذا أو ذكر كذا كـ ناد عليّاً مظهر العجائب. فتأثّر هذا المسلم البسيط بهذه الأباطيل الفاضحة، والبدع والخرافات الواهية

حتّی أنکر الصلاۃ المعهودۃ..). اس کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ کچھ جماعتیں اس دعا اور ایسی چیزوں کو دین میں ثابت شرعی فرائض سے بے نیازی کا ذریعہ سمجھتی ہیں.

اور ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ ق) نے ذکر کیا جو اہل سنت کے ان علماء میں سے ہے جنہوں نے جعلی احادیث کے بارے میں لکھا ہے-یہ شعر شیعہ کے شنیع اور برے جھوٹوں میں سے ایک ہے؛إنّ ہذا الشعر من (مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ)، اور اسی بات پر اکتفاء کیا ہے (دیکھیں: الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ: ۳٦۸، اسی طرح اس سے نقل کرتے ہوئے عجلونی (۱۱٦۲ھ ق) نے کشف الخفاء ۲: ۳٦۳) میں بیان دیا ہے.

اور سید مرعشی نجفی (۱۴۱۱ھ ق) نے (شرح إحقاق الحق ۳۱: ۲۱۹-۲۲۰) میں فرمایا ان کی عبارت یہ ہے: حدیث ناد علیا مظہر العجائب کو اہل سنت کی ایک جماعت نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے پس ان میں فاضل معاصر ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول اپنی موسوعہ اطراف النبوی الشریف میں ہیں جو بیروت سے طبع ہوئی، کہا: ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا، یہ اسرار ۳۸۵ اور خفا ۲ص ۵۰۷ میں نقل ہوئی-... (حدیث: ناد علیّاً مظهر العجائب. رواه جماعة من العامّة في کتبهم: فمنهم الفاضل المعاصر ابو ہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول فی موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف ج ۱۰ ص ۳، ط عالم التراث للطباعۃ والنشر، بیروت. قال: ناد علیّاً مظہر العجائب تجدہ عوناً. اسرار ۳۸۵-خفا ۲/۵۰۷).

اس بیان پر مجھے حاشیہ لگانا ضروری ہے:

اولا: اس حدیث کا ہمارے سامنے سب قدیم ظہور علامہ مجلسی کی بحار الانوار میں گیارہویں صدی ہجری میں ہے کیونکہ ان سے پہلے کتابوں میں اس حدیث کی مناسبت کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ سے صادر ہوئی یا جبرئیل نے کہا یا امام علی ع سے ہے یا یہ حدیث قدسی ہے یا کچھ اور ہے-اور بعید ترین فرض کی بناء پر اور جب ہم شہید اول کے

کلام سے یہ مراد لیں کہ انہوں نے اس کو کسی روایت سے لیا اور اسکے ساتھ قاری اور عجلونی کے کلام کو بھی ملا دیں تو اس کا ہمیں پہنچنے والے مصادر میں سے قدیم ترین مصدر وہ شہید اول سے منقول بیان ہے جو نویں صدی میں شہید ہوئے پس ہم نے مسلمانوں کے ہاں حدیث کے مصادر میں نویں صدی سے قبل اس حدیث کا کوئی نام و نشان نہیں پایا ہاں یہ شعر صوفیوں کی ادبیات میں موجود ہے اور یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی فیوضات ربانیہ و اوراد قادریہ میں موجود میراث کی طرف منسوب ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حدیث حدیث کے عنوان سے نویں صدی سے پہلے واضح شکل میں مسلمانوں کی معرفت میں ظاہر نہیں ہوئی۔

ثانیا: تمام کتابیں اور تصنیفات جو ہم نے اس حدیث کے متعلق جستجو کی ہیں انہوں نے اس کا کوئی قدیم مصدر ذکر نہیں کی اور نہ ہی کوئی سند بیان کی اگرچہ وہ ضعیف ہی ہوتی۔ تو تاریخی حوالے سے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ خصوصا جب مسلمانوں کے تمام گروہوں میں سے کسی مورخ نے اس کو احد کے معرکہ کے واقعات میں نہیں لکھا جیسا کے مصادر ہمارے سامنے ہیں اور جتنی ہم نے قاصر جستجو کی ہے۔

حتی سید مرعشی نجفی جو وسیع جستجو میں معروف ہیں وہ اس حدیث کا کوئی سنی مصدر نہیں پا سکے تو اسے اپنے بعض معاصرین کی طرف نسبت دی اور وہ محمد سعید بن بسیونی ہے اور جب ہم اس مصدر کو دیکھتے ہیں جس پر ابن بسیونی نے اعتماد کیا ہے جیسا کہ خود مرعشی نے نقل کیا ہے تو ہم پاتے ہیں کہ وہ اسرار اور خفا ہیں اور ظاہر ہے کہ ان دونوں سے مراد قاری کی اسرار مرفوعہ ہے اور عجلونی کی کشف الخفاء ہے جس نے قاری سے نقل کیا ہے جیسا کہ ہم نے کچھ دیر پہلے کہا۔ اور ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث شیعہ شنیعہ کی جھوٹی باتوں میں سے ہے جیسا انہوں نے تعبیر کی اور وہ دونوں گیارہویں صدی ہجری اور اسکے بعد کے ہیں۔ یہ میرے لیے سبب ہوا کہ میں بعض علماء کے طریقہ پر نقد و نظر کروں جن میں سید مرعشی نجفی رحمۃ اللہ بھی ہیں کہ جب وہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ فلاں حدیث کو اہل سنت نے نقل کیا ہے تو یہ طریقہ ثابت

نہیں کرتا کہ اہل سنت نے حدیث ناد علیا کو ذکر کیا ہے بلکہ انہوں نے اسے موضوعہ اور جعلی حدیثوں کی کتب میں ذکر کیا ہے اور اسے شیعہ کی طرف نسبت دی ہے جبکہ سید مرعشی یا دوسرے علماء کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے کہ کہ گویا یہ حدیث اہل سنت اور شیعہ کے ہاں موجود ہے اس طرح کی تعبیر میں نے مذہبی اختلافات کی بہت سی کتب میں دیکھی ہیں پس اگر یہ طریقہ صحیح ہو تو خلفاء اور صحابہ کی عدالت اور خلافت کے اثبات کی تمام روایات شیعہ کی کتابوں میں بھی وارد ہوں گی اور سنی اس سے شیعہ پر بھی استدلال اور حجت تمام کر سکتا ہے کیونکہ شیعہ نے ان روایات کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور انہیں اہل سنت کے مصادر سے نقل کیا ہے پھر ان میں مناقشہ اور اعتراض کیا ہے یہ طریقہ نہایت ہی وہم و خیال ابھارنے والا ہے تو پوری طرح اس سے اجتناب کرنا افضل ہے تاکہ مزید دقت اور علمی امانت کی رعایت ہو ان شاء اللہ۔

ثالثا: ظاہر ہے کہ یہ حدیث شیعہ امامیہ فضاء میں مشہور ہونے سے پہلے صوفیوں کی فضاء میں ظاہر ہوئی شاید بعض باطنی نظریات والوں نے اس پر اعتماد کیا کہ اسے نماز اور دوسرے دینی فرائض کے بدلے قبول کیا ہو اور بعض لوگ آج تک اس پر اکتفاء کرتے ہیں جیسے علی اللھی وغیرہ گروہ، جیسا کہ ہم نے سید گلپایگانی کی عبارت کو دیکھا جو اس بات کی طرف کچھ اشارہ کرتی ہے لیکن یہ بات تاکید کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ مشہور شیعہ اس دعاء کو اس طریقہ سے ہرگز نہیں لیتے جو فرائض کے ساقط ہونے اور شریعت سے چھٹی کا موجب ہو۔

رابعا؛ بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس پر تجربہ کا طریقہ اپنایا ہے کہ کثیر علماء نے اس کا تجربہ یا اور بہت سے امور حاصل کئے، استدلال کا یہ طریقہ کسی حدیث کے صادر ہونے کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہنیں ہے حتیٰ اگر ہم فرض کریں کہ یہ خود مفید ہو لیکن یہ اس کے نبی اکرم ﷺ یا معصوم سے صادر ہونے کو ثابت نہیں کرتا اور نہ یہ بیان کرتا ہے کہ یہ حدیث قدسی ہے۔ دواؤں کو دیکھیں ہم ہر دن ان کا تجربہ کرتے ہیں اور وہ تجربہ کامیاب ہوتا

ہے اور اسی طرح نفسیاتی علاج بھی مفید ہیں جو دینی فکر اور دینی احساسات کی بنیاد پر نفسیاتی علاج بھی ہیں لیکن یہ اس حدیث کے صادر ہونے کو ثابت نہیں کرتا جیسا کہ ہم نے کئی بار کہا ہے یہ سب تب ہے جب ثابت ہو کہ کسی نے کامیاب تجربہ کیا کیونکہ زیادہ سے زیادہ عوامی سطح پر کچھ قصے پیش کرتے ہیں جو علمی اثبات کے محتاج ہیں جب وہ دلیل کے عنوان سے علمی محافل میں پیش ہوں بلکہ وہ کسی ضعیف نبوی حدیث کو ثابت نہیں کرسکتے چہ جائیکہ اس جیسی حدیث کو ثابت کریں؟!

پنجم: دعاء ناد علیا کے مشہور طریقہ میں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اس می بہت سی چیزیں اضافہ کرتے ہیں مجھے وہ نہیں ملیں حتی وہ متاخر مصادر میں بھی نہیں جن میں بعض کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے جیسا کہ بعض نے بیان کیا کہ اس حدیث کو فلاں غرض کیلئے اتنی مرتبہ پڑھیں اور دوسری کیلئے اتنی مرتبہ پڑھیں اسی طرح۔ ان باتوں میں ہمارے زمانے میں لوگوں اور نقل کرنے والوں نے بہت وسعت پیدا کرلی ہے جبکہ ہمیں یہ چیزین حدیث کے مصادر میں نہیں ملیں اگرچہ وہ بعد کے مصادر ہوں تو ان چیزوں سے اجتناب مطلوب ہے کہ یہ بغیر کسی دلیل کے اگرچہ وہ ضعیف ہو دین میں ایسی چیز کا اضافہ ہیں جو اس میں نہیں ہے۔

ششم: بعض مصادر میں اس حدیث کی ترکیب اور اسی طرح شعر کی ترکیب میں اضطراب پایا جاتا ہے خصوصا جو علامہ مجلسی کی زاد المعاد میں منقول ہے گویا آپ محسوس کرتے ہیں کہ عربی تعبیر اور اسلامی دعاء کی ادبیات سے غیر مانوس لغت کے ساتھ ہیں (تقھرت بالقھر والقھر فی قھر قھرک) اور آپ محسوس کرتے ہیں کہ گویا آپ جن کو دور کرنے کا طلسم پڑھ رہے ہیں مجھے معلوم نہین کہ ایسی دعاء کی ادبیات مسلمانوں کی کتابوں اور کتاب خدا میں موجود دعاء کی میراث میں موجود ہو؟! اسے میں پڑھنے والوں کے مزاج اور ان کی سمجھ بوجھ اور دعاؤں کے ایکدوسرے سے مقابلہ کرنے پر چھوڑتا ہوں کیونکہ میں اپنی سمجھ بوجھ کو ان پر فرض نہیں کرنا چاہتا۔

مرحلہ دوم: اس منسوب کی دلالت کے بارے میں؛ جو منقول شعر میں غور و فکر سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ روایت امام علی ع کے لیے ولایت تکوینی کو ثابت نہیں کرنا چاہتی اور نہ ہی توسل اور اس کے موجودہ مفہوم کے آغاز کو ثابت کرنا چاہتی ہے بلکہ یہ تو کبھی صوفیوں کے مفاہیم سے ساقط ہوا اور کبھی زاد المعاد کے طریقہ سے پیش ہوا اور نہ حدیث زیادہ سے زیادہ یہ کہنا چاہتی ہے کہ اے محمد، معرکہ احد کے حالات بدل گئے اور آپ پریشانی میں ہیں تو علیا کو بلالیں کہ ان کا بلانا آپ سے مشکلات کو ٹال دے گا کہ وہ عجیب جرات اور شجاعت کا مظاہرہ کریں گے اور ان مشکلات ترین حالات میں وہ اپ کی مدد کریں گے ہاں ہر غم اور دکھ امام علیؑ کی مدد سے ٹل جائے گا تو بولایتک کا لفظ یہاں اس حدیث قدسی کے نزول کے وقت موجود حالات و مناسبت سے مدد کرنا مراد ہے جو معرکہ احد میں پیش آئے تو شعر ولایت تکوینی اور توسل کے موجودہ مفہوم کو پیش نہیں کرتا اور اصلا اس کی دلیل نہیں ہے ہاں جو واد المعاد میں علامہ مجلسی نے عبارت پیش کی وہ اس کو سمجھاتی ہے لیکن وہ جیسا کہ ہم نے کہا منفرد عبارت ہے جسے ہم نے اس کتاب کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں پایا بلکہ علامہ مجلسی نے بھی اسے کسی معصوم کی طرف صراحت کے ساتھ منسوب نہیں کیا بلکہ اگر فرض ہو کہ یہ ولایت تکوینی اور توسل کے معنی میں ہے تو نبی اکرم کو امام علیؑ سے توسل کا حکم دینے کا کیا معنی ہے؟ حالانکہ فرض یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ولایت تکوینی کے مظہر کامل ہیں، حقیقت محمد اور ایسا اس توسل کیا معنی ہے؟! یہ بات واضح نہیں ہے، خصوصا اس نظریہ کی بنیاد پر جو کہتے ہیں کہ امام علی نفس رسول ﷺ ہیں کیا وہ اپنے نفس سے توسل کرتے ہیں اور کیسے؟! یہ وہ چیزین ہیں جن کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے اور وہ وضاحت غیر معقول لغت سے دور بھی ہو۔

نتیجہ یہ ہے کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور اس کے صادر ہونے کو ثابت کرنا بہت مشکل ہے جب اس کے مصادر اور مخفی وثائق ظاہر نہ ہوں اور اس کی غالب عبارت کی دلالت نہ

ولایت تکوینی کو ثابت کرتی ہے اور نہ توسل کے موجودہ مستعمل معنی کو پہنچاتی ہے اور حقیقت کا علم خدا کے پاس ہے۔

مصادر و مآخذ

۱. اسرار خفیہ موضوعہ و جعلی احادیث؛ملا علی قاری
۲. الزام الناصب محمد مہدی حائری
۳. بحار الانوار، علامہ باقر مجلسی
۴. حاشیہ بحار الانوار، لجنہ محققین و علماء قم
۵. الخصائص الفاطمیہ محمد باقر کجوری
۶. رسائل فیض کاشانی
۷. زاد المعاد علامہ محمد باقر مجلسی
۸. شرح احقاق الحق؛علامہ مرعشی نجفی۔
۹. کشف الخفاء عجلونی
۱۰. مستدرک الوسائل محدث حسین نوری
۱۱. مستدرک سفینۃ البحار علی نمازی شاہرودی
۱۲. موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی محمد سعید بن بسیونی زغلول۔
۱۳. نتائج الافکار فی نجاسۃ الکفار، سید محمد رضا گلپائگانی